⑬

تسبیحِ الٰہی مصائب و مشکلات سے نجات پانے کا گُر ہے

اس گُر سے وہی فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو زندہ خدا پر اور زندہ مذہب پر یقین رکھتا ہو

(فرمودہ یکم جون 1951ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"آج میں اختصار کے ساتھ قرآن کریم کی ایک تحریک کی طرف اشارہ کرتا ہوں جو مصائب اور مشکلات کے وقت انسان کو نجات اور کامیابی کا رستہ دکھاتی ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں، کوئی قوم ایسی نہیں جس پر رنج اور راحت کے زمانے نہ آتے ہوں۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جس پر رنج کا زمانہ نہیں آتا یا وہ خیال کرتا ہے کہ دنیا میں کوئی غمگین ایسا بھی ہے جس پر خوشی کا زمانہ نہیں آئے گا تو وہ احمقوں کی جنت میں بسنے والا انسان ہے۔ وہ حقائق سے واقف نہیں۔ اسی طرح جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی قوم ایسی بھی گزری ہے جس پر رنج کا زمانہ نہیں آیا یا کوئی قوم ایسی بھی گزر چکی ہے جس پر خوشی کا زمانہ نہیں آیا تھا تو وہ بھی جہالت کی ظلمتوں میں مبتلا ہے اور حقائق کی وادیوں میں چلنے کا اُسے موقع نہیں ملا۔ غرض قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں پر بھی خوشی کا دور آتا ہے اور کافروں پر بھی خوشی کا دَور آتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ہر انسان پر خواہ وہ کافر ہو یا مومن خوشی

اور راحت کی گھڑیاں آتی ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ کوئی انسان کسی ایسی چیز پر تسلّی پا سکے جو غیر طبعی ہے۔ جائز خوشی بھی ایک طبعی چیز ہے اور جائز غم بھی ایک طبعی چیز ہے۔ لیکن بعض اوقات جائز غم بھی غیر طبعی بن جاتا ہے اور جائز خوشی بھی غیر طبعی بن جاتی ہے۔ جب کسی دوسرے شخص کو رنج پہنچتا ہے تو جائز خوشی بھی ناجائز ہو جاتی ہے۔ مثلاً کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو یہ بات اس کے لیے جائز خوشی کی ہے۔ لیکن فرض کرو وہ ایک دوست کے ساتھ باتیں کر رہا تھا کہ ایک پیغامبر نے اُسے یہ خبر دی کہ تمہارے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، تمہیں مبارک ہو۔ مگر وہ دوست جس کے ساتھ وہ باتیں کر رہا ہے اُسے یہ پیغام ملتا ہے کہ اُس کا نوجوان بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ اب جہاں تک خوشی کی بات ہے وہ ایک طبعی چیز ہے لیکن اُس موقع پر اُس شخص کا خوشی کا اظہار کرنا ناجائز ہے۔ بیشک خوشی طبعی چیز ہے لیکن اُس وقت اُس کا اظہار اور اسے اپنے نفس پر غالب آنے دینا ناجائز ہوگا کیونکہ جب اُسے خوشی کی خبر پہنچی تو دوسرے کو رنج پہنچانے والا پیغام ملا اور اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی خوشی کو دبائے بلکہ اگر اسے اپنے دوست کے ساتھ کامل محبت ہے تو اس کے غم سے اس کی خوشی دب جانی چاہیے۔

ان غیر طبعی باتوں کا علاج خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے کہ جب کسی گھر پر، کسی خاندان پر، کسی قوم یا ملک پر مصائب آتے ہیں تو سب سے پہلی چیز جسے مدّنظر رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ انہیں تسبیح سے کام لینا چاہیے۔ تسبیح کیا ہوتی ہے؟ تسبیح اللہ تعالیٰ کے تمام عیوب سے پاک ہونے کا اقرار ہے۔ جب کسی انسان کو غم پہنچتا ہے تو وہ سب سے پہلے اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ غم میرے ساتھ مخصوص ہیں خدا تعالیٰ ان سے پاک ہے۔ گویا وہ نقص اور کمزوری کو پورے طور پر اپنے اردگرد لے لیتا ہے۔ اگر وہ تسبیح نہ کرے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمام نقائص اور کمزوریوں سے منزّہ قرار دینے کی طرف اسے توجہ نہیں۔ لیکن جب وہ کہتا ہے **سُبْحَانَ اللّٰہ** تو اِس کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ سب عیوب، نقائص اور کمزوریوں سے پاک ہے۔ گویا وہ **سُبْحَانَ اللّٰہ** کہہ کر اپنے عیوب اور نقائص سے خدا تعالیٰ کو پاک قرار دے لیتا ہے۔

پھر فرماتا ہے **فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ**۔[1] خدا تعالیٰ کو صرف عیوب اور نقائص سے پاک قرار ہی نہ دو بلکہ ساتھ ہی یہ اقرار بھی کرو کہ ہر قسم کی نیکیاں، ہر قسم کی خوبیاں اور ہر قسم کی اچھائیاں خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہیں۔ گویا پہلے تو اُس نے خدا تعالیٰ سے ایک چیز کو سلب کیا تھا مگر دوسرے فقرہ

میں اس نے ایک بات خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کی اور وہ یہ ہے کہ وہ سب خوبیوں، سب نیکیوں اور سب اچھائیوں کا مالک ہے اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ کسی غمزدہ اور مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ گویا انسان خدا تعالیٰ کو پہلے تو تمام عیوب اور نقائص سے مبرّا اور منزّہ قرار دے اور دوسرے قدم پر اس کی تعریف کرے۔ اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مصیبت زدہ کی مدد کرتا ہے اور سب خوبیاں اُسی کی طرف سے آتی ہیں۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ میں بھی اس کی مدد کا محتاج ہوں۔ گویا خدا تعالیٰ کی تسبیح کر کے اس سے ہر قسم کے عیب اور نقص کو دور کر دیا اور پھر اس کی تعریف کر کے اس کے فضل کو بھی طلب کر لیا۔

پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْتَغْفِرْهُ۔[2] اللہ تعالیٰ کی مدد تو آتی ہے لیکن اگر تم ایک بند گھڑے پر پانی ڈالتے ہو تو وہ پانی گھڑے کے اندر نہیں جاتا بلکہ گھڑے پر سے نیچے گر جاتا ہے۔ اِسی طرح خدا تعالیٰ کی مدد کسی انسان کے کام نہیں آتی جب تک وہ اپنے آپ کو اُس کا مستحق نہیں بنا لیتا، جب تک اُس کے گھڑے کا منہ کُھلا نہ ہو، تا خدا تعالیٰ کی رحمت کا پانی اُس میں پڑ سکے۔ اگر خدا تعالیٰ کی رحمت کا پانی اُس کے گھڑے میں نہیں پڑتا تو وہ خدا تعالیٰ کی مدد سے محروم ہو جائے گا۔ اِسی لیے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نے خدا تعالیٰ سے اُس کی رحمت طلب کی ہے تو ساتھ ہی یہ بھی طلب کرو کہ وہ خطائیں جو خدا تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے سے روکتی ہیں معاف ہو جائیں تا خدا تعالیٰ جب اپنا فضل اور رحمت نازل کرے تو اُس کا برتن کھلا ہو، تا خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا پانی اُس کے اندر داخل ہو جائے۔

پھر انسان کے اندر ایک وسوسہ پیدا جاتا ہے اور یہی وسوسہ انسان کو دعا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے سے محروم رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کہاں اور ہم کہاں؟ ہماری خدا تعالیٰ سے کیا نسبت؟ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ چنانچہ ایک تعلیم یافتہ گروہ کہتا ہے کہ بیشک خدا ہے لیکن اُسے کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ہمارے سب کاموں میں دخل دے۔ یہی وسوسہ ہے جو اس گروہ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے محروم کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔[3] یہ مت خیال کرو کہ خدا کہاں اور ہم کہاں؟ وہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا اور ہم ایک چھوٹے سے برّاعظم کے ایک چھوٹے سے ملک اور پھر ایک چھوٹے سے گاؤں کے

حقیر آدمی۔ ہماری اور اس کی کیا نسبت؟ ہمیں اس سے کیا واسطہ؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا۔ تمہارا اُس سے یہ واسطہ ہے کہ تم اگر اُس کی طرف ایک دفعہ جاؤ تو وہ تمہاری طرف دس دفعہ آتا ہے۔ توّاب کے معنے ہیں بار بار آنے والا۔ گویا اگر تم خدا تعالیٰ کی طرف ایک دفعہ متوجہ ہوتے ہو تو وہ تمہاری طرف دس دفعہ، بیس دفعہ، سو دفعہ بلکہ ہزار دفعہ آتا ہے۔ تم اُس کی رحمت اور فضل سے مایوس نہ ہو بلکہ اُسے جذب کرنے کے لیے سب ذرائع استعمال کرو۔ یہ مت کہو کہ خدا تعالیٰ کو ہم سے کیا نسبت؟ وہ بلند و ارفع شان والی ہستی ہے اور ہم حقیر انسان۔ ہم ایک ذرّہ کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ ریت کا ایک ذرّہ بھی ہمارے اندر جا کر اپنڈے سائیٹس[4] (Appendicitis) پیدا کر دیتا ہے، ہم اس کا علاج نہیں جانتے بلکہ بعض دفعہ ہمارے ڈاکٹر بھی حیران رہ جاتے ہیں۔ پس وہ خدا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا، جس نے وسیع جَوّ اور دوسری سب چیزوں کو پیدا کیا ہمیں اس سے کیا نسبت؟ اگر ہم پر کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے یا ہماری بیوی، بچوں، ماں، باپ، بہن، بھائیوں اور دوستوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا ہماری تجارت میں گھاٹا پڑتا ہے تو ہمیں اُس سے کیا واسطہ؟ فرمایا تم اِس طرح نہ کرنا کیونکہ تمہارا خدا تعالیٰ کے ساتھ اتنا واسطہ نہیں جتنا واسطہ اُس کا تمہارے ساتھ ہے۔ تم اگر اُس کی طرف ایک دفعہ توجہ کرتے ہو تو وہ تمہاری طرف سو دفعہ توجہ کرتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ تم اُس کی طرف توجہ کرنا جانتے نہیں۔ تم اُس کی تسبیح کرو، تحمید کرو، استغفار کرو۔ تمہارے ایک دفعہ توجہ کرنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ تمہاری طرف دس بیس دفعہ، سو دفعہ بلکہ ہزار دفعہ توجہ کرے گا۔

غرض خدا تعالیٰ نے مصائب سے بچنے کا یہ گُر بتایا ہے لیکن اُس سے وہی شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو زندہ خدا پر یقین رکھتا ہے، جو روحانیت پر یقین رکھتا ہے۔ پھر وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور انسان کے درمیان تعلق قائم ہوسکتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو زندہ خدا اور زندہ مذہب پر یقین نہیں رکھتے، جو تمام دنیا کی پیدائش کو اتفاقی حادثات کا نتیجہ خیال کرتے ہیں، جو اپنے نفس کو کافی سمجھتے ہیں اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل کو ہیچ اور محض اوہام سمجھتے ہیں وہ اِس گُر سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ لیکن مومن اَور بھی ہوشیار ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ اُس کے پاس وہ زبردست روحانی ہتھیار ہے جو دوسروں کے پاس نہیں۔ دوسرے وہ ہتھیار تیار نہیں کر سکتے۔ وہ اِس ہتھیار کی قدر نہیں جانتے۔ صرف یہی اس کی قدر جانتا ہے۔ اور جس شخص کے پاس ایسا کارگر

ہتھیار رہو جو دوسروں کے پاس نہ ہو اُس کی فتح میں کیا شُبہ ہو سکتا ہے"۔

(الفضل 26 جولائی 1961ء)

1: النصر: 4

2: النصر: 4

3: النصر: 4

4: **اپنڈے سائیٹس**: (Appendicitis) وہ مرض جس میں زائد آنت سوج جاتی ہے۔